بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مع

آپ پر درود وسلام پہنچتا ہے

تالیف

حسب ارشاد حضرت اقدس پیر طریقت مولانا ابو سعید جمیل احمد صاحب دہلوی مدظلہم

ابو المظفر ظفر احمد قادری

مکتبہ قادریہ
واھگہ ضلع لاھور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفِ چند)

ابو المظفر مولانا ظفر احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ واہگہ ضلع لاہور کے رہائشی تھے۔ درویش صفت عالم دین تھے۔ مولانا مفتی جمیل احمد رائیونڈ والوں کے مرید تھے۔ ان کے حکم پر آپ نے رسالہ ''مسئلہ حیات النبی ﷺ بمع آپ پر درود وسلام پہنچتا ہے'' تحریر فرمایا جس میں قابل قدر مختصر مگر جامع مواد جمع کر دیا۔ اس مجموعہ میں ہم اس رسالہ کو بھی شامل اشاعت کر رہے ہیں۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد!

امت مسلمہ تو پہلے ہی طرح طرح کے فتنوں سے دو چار ہے کہ اب پھر ایک دفن شدہ فتنہ کو زندہ کیا جا رہا ہے۔ چند نام نہاد مولوی اکابر علماء دیوبند کو بدنام کرنے کے لئے مسئلہ حیات النبی ﷺ سے منحرف ہو کر تقریریں کرتے ہیں اور پوری امت کے اجتماعی عقیدہ سے علیحدہ ہو کر طرح طرح کی گستاخیاں کر رہے ہیں۔ کہیں حضور اقدس ﷺ کی قبر کی حیات ماننے پر جو مسلمانوں کی طرح عقیدہ والے تھے۔ بوڑھے والدین کا کلمہ اور نکاح اب دہراتے ہیں۔ جیسا کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوا۔ کہیں طرح طرح کی ناقابل برداشت باتیں سرکار دوعالم ﷺ کے بارے میں کرتے ہیں۔ ہم پرزور الفاظ میں ایسے بددینوں کی مذمت کرتے ہیں اور امت مسلمہ کو ان کی گمراہی سے بچانے کے لئے اپیل کرتے ہیں کہ یہ رسالہ پڑھیں اور اپنے اکابر رحمہم اللہ کے عقائد کے مطابق اپنے عقیدہ کو درست کریں۔ اس رسالہ کے دو سبب ہیں۔

ایک سبب یہ ہوا کہ حضرت علامۃ العصر سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا جب مرزائیت کے بارے میں عدالت میں بیان دے رہے تھے۔ فرمایا اس عاجز نے ڈابجیل کا یہ سفر ملتوی کیا اور بہاول پور آیا ہوں۔ یہ خیال کیا کہ ہمارے نامہ اعمال تو سیاہ ہے۔ یہی شاید بات میری نجات کا باعث بن جائے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا جانبدار ہو کر بہاول پور آیا تھا۔ (حیات انور ص ۳۲۹)

دوسرا سبب یہ کہ میرے پیر و مرشد ابو سعید حضرت مولانا جمیل احمد دہلوی مدظلہم (رائے ونڈ والے) نے ایک فتویٰ ملتان والے مفتیان کرام کا دیا اور تاکید فرمائی کہ یہ رسالہ ضرور لکھیں۔ اس لئے جلدی میں یہ چند سطور پیش خدمت ہیں۔ ان گمراہ لوگوں نے ایک تحریر کو غلط رنگ دے کر لوگوں کو یہ باور کرایا کہ حضرت مولانا محمد شریف (کشمیری) شیخ الحدیث خیر المدارس ملتان والوں کا بھی یہ عقیدہ ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے علماء نے حضرت سے رجوع کیا تو حضرت مولانا نے یہ فتویٰ لکھا اور علماء کرام اور مفتی حضرات خیر المدارس ملتان اور مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان والوں کے دستخطوں سے شائع کرنے کا حکم فرمایا، تحریر تھی "جو فتوے علماء ڈیرہ اسماعیل خان والوں نے شائع کیا وہ میری تحریر ہے اور میں اب بھی اس کا قائل ہوں کہ روضہ اطہر مبارک پر جو درود وسلام پڑھا جائے تو آپ سرکار ﷺ خود سنتے ہیں بلکہ جمیع اہل سنت والجماعت اس کے قائل ہیں اور تمام اکابر دیوبند کا یہی عقیدہ ہے۔ جو شخص اس عقیدے کو عقائد شرکیہ بدعیہ میں شمار کرتا ہے۔ وہ بالکل جاہل اور پرلے درجے کا احمق اور ملحد (بددین) ہے۔ وہ شرک سے قطعاً ناآشنا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے شخص سے دور رہنا چاہئے۔ اب میں علیٰ وجہ البصیرت اور بتائید مفتیان خیر المدارس اور قاسم العلوم ملتان مذکورہ بالا عقیدہ کی اشاعت کی اجازت دیتا ہوں۔ اگر کوئی اس کے خلاف بات میری طرف منسوب کرے وہ بالکل غلط ہے۔" (محمد شریف کشمیری)

"اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ یہی عقیدہ ہے کہ روضہ پاک پر صلوٰۃ وسلام حضور اقدس ﷺ خود سنتے ہیں (اور جواب دیتے ہیں) اور دور سے فرشتے پہنچاتے ہیں۔ الجواب الصحیح (مفتی محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ)، (یہ جواب صحیح ہے: محمد صدیق)، (الجواب الصحیح: مفتی محمد انور شاہ قاسم العلوم ملتان)، (مفتی عبدالستار خان)، (مفتی محمد اسحاق)"

اسی مسئلہ پر مولانا اللہ یار خان صاحب تحریر فرماتے ہیں "اس نومولود گروہ نے اپنے باطل عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے احادیث رسول ﷺ کا مذاق اڑایا ہے۔ احادیث کی تکذیب کی ہے۔ حدیثوں کے صریح مدلولات سے غلط تاویلات سے کام لیا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ حدیث پر سے ائمہ حدیث مفسرین، محدثین اور فقہاء کرام، متکلمین اور سب سلف صالحین رحمہم اللہ پر سے امت کا اعتماد اٹھ جائے۔ ان کا یہ ماحصل ہے۔ بس ہماری سنو، ہماری مانو اور تاریخ شاہد ہے کہ ہر باطل فرقہ نے ہمیشہ اسی کامیاب ہتھیار سے سلف صالحین کی سیرت اور صداقت وامانت پر حملہ کر کے اسے مجروح کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ گمراہ ہوئے، دوسروں کو گمراہ کیا۔" (حیات انبیاء ص ۴۱)

میرے بھائیو! اس رسالہ میں تمام علماء کرام کی تحریر جمع کر کے یہ دعوت دی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ تمام اولیاء امت اور علماء امت کی طرح عقیدہ درست رکھ کر کامیاب ہو جاؤ۔ حضرت علماء کرام سے یہ درخواست ہے کہ جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ خود تفصیل ملاحظہ فرمالیں اور تسامح سے درگزر فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور صحیح عقائد پر قائم رکھے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین!

بندہ ابو المظفر ظفر احمد قادری واہگہ ضلع لاہور

۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ، ۲ جون ۱۹۸۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدىٰ ويتبع غير سبيل المؤمنين نولّه ما تولّى ونصله جهنم وساءت مصيرا'' اور جو کوئی رسول ﷺ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس کے واسطے ہدایت ظاہر ہوئی اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ پر ہولیا۔ ہم اسے ادھر ہی متوجہ کریں گے جدھر متوجہ ہوا اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور بہت بری جگہ پہنچا۔ (نساء:۱۱۵)

چند احادیث مبارکہ

۱...... حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو یا یہ فرمایا کہ امت محمدیہ کو گمراہ پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ ہے وہ جنتیوں کی جماعت سے الگ کر کے تنہا دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ (ترمذی)

۲...... حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے بڑی جماعت کی پیروی کرو اس لئے کہ جو جماعت سے الگ ہوا وہ تنہا آگ میں ڈالا جائے گا۔ (ابن ماجہ)

۳...... حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر بھی جدا ہوا۔ اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دیا۔ (احمد)

اب ان ارشادات پر غور کر کے فیصلہ کرنا چاہئے کہ یہ ٹولہ اجماع امت کے اور جمہور کے خلاف حیات النبی ﷺ کی بحث چھیڑ کر کدھر جار ہے ہیں۔

اجماع امت حجت ہے

مذکورہ بالا ترجمہ جو آیت سورۃ النساء والی کے بارے میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ ''اس آیت میں دو چیزوں کا جرم عظیم اور دخول جہنم کا سبب ہونا بیان فرمایا ہے۔

۱...... مخالفت رسول اعظم ﷺ اور یہ ظاہر ہے کہ مخالفت رسول پاک ﷺ کفر ہے اور وبال عظیم ہے۔

۲...... جس کام پر سب مسلمان متفق ہوں اس کو چھوڑ کر ان کے خلاف کوئی راستہ اختیار کرنا، اس سے معلوم ہوا کہ اجماع امت حجت ہے۔ یعنی جس طرح قرآن وسنت کے بیان کردہ احکام پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح امت کا اتفاق جس چیز پر ہو جائے۔ اس پر بھی عمل کرنا واجب ہے اور اس کی مخالفت کرنا گناہ عظیم ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''يدالله على الجماعة من شذ شذ في النار'' یعنی جماعت کے سر پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ جو شخص جماعت مسلمین سے علیحدہ ہو گا وہ علیحدہ کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' (معارف)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

"کسی شخص نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اجماع امت کے حجت ہونے کی دلیل قرآن مجید میں ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن سے دلیل حاصل کرنے کے لئے تین دن رات تک مسلسل قرآن پاک کی تلاوت کی، یعنی ہر روز میں تین مرتبہ دن میں اور تین مرتبہ رات میں پورا قرآن ختم فرماتے تھے۔ بالآخر یہی مذکورہ بالا آیت سورۃ النساء والی ذہن میں آئی اور پھر اس کو علماء کرام کے سامنے بیان کیا تو سب نے اقرار کیا کہ یہ اجماع کی حجت کے لئے کافی دلیل ہے۔" (معارف القرآن ج ۲ ص ۵۴۷)

نوٹ: اگر کچھ غیرت ہو اور حضور اکرم ﷺ کا اکرام واحترام ہو تو پھر یہ بدبخت ٹولہ جمہور علماء کو زنبور نہ کہتا اور اپنے بوڑھے والدین کو حیات النبی ﷺ کا عقیدہ رکھنے پر کافر نہ بتاتا۔ پر ان کا بڑھاپے میں کلمہ پڑھا کر نکاح نہ دہراتا۔ جیسے کہ ڈیرہ اسماعیل خان کے اس گمراہ ٹولے کے رکن نے یہ کیا ہے اور یہ نام نہاد ٹولہ اپنے آپ کو علماء دیوبند سے منسوب کرتا ہے۔ خوب یاد رکھو یہ گمراہ ہیں۔ علماء دیوبند کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ تفسیر عثمانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اسی مذکورہ بالا آیت کے تحت اکابر علماء نے اسی آیت سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اجماع امت کا منکر جہنمی ہے۔ یعنی اجماع امت کو ماننا فرض ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے مسلمانوں کی جماعت سے جدا راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا۔" (تفسیر عثمانی ص ۱۲۵)

اب اپنے اکابر علماء دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں تحریر کرتا ہوں جس پر اکابر علماء دیوبند جن کی تعداد ۲۴ ہے اور علماء مکہ مکرمہ، مدینہ عالیہ زاداللہ شرفاً وتعظیماً کے ۱۶ علماء ومفتی حضرات اور حلب شام، دمشق کے دس علماء کرام نے دستخط فرمائے ہیں۔ اس طرح یہ مسئلہ پوری امت کا اجتماعی عقیدہ ہے جو اس کے خلاف ہیں وہ گمراہ ہیں۔

عقیدہ در بارہ حیات النبی ﷺ

یہ سوال علماء نے کیا اور اس کا جواب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے لکھا تھا۔

سوال: کیا فرماتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرف برزخی حیات ہے؟

جواب: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات مبارک دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء

کے ساتھ۔ یہ حیات برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں کو بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ "انباہ الاذکیا بحیات الانبیاء" میں تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انبیاء کرام اور شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی کہ دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ حیات دنیوی جیسی ہے۔" (عقائد علمائے دیوبند ص ۷)

ایک ضروری وضاحت

۱۹۶۲ء کو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند پاکستان تشریف لائے ان دنوں مسئلہ حیات النبی ﷺ بڑے شور زور سے بیان ہو رہا تھا، علماء دو فریقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ حضرت قاری صاحب کو سب علماء کرام نے ثالث مقرر کیا اور حضرت قاری صاحب نے مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان والوں سے صلاح مشورہ کر کے علماء کو دعوت دی اور پھر ایک وفد نے ایک کراچی، لاہور، ملتان، جہلم اور راولپنڈی میں ملاقاتیں کر کے فیصلہ کیا جو اتفاق رائے سے طے ہو گیا۔ فیصلہ حضرت قاری صاحب نے لکھا جس پر مندرجہ ذیل علماء کرام نے دستخط کئے۔ مولانا غلام اللہ خان مرحوم، مولانا قاضی نور محمد صاحب قلعہ دیدار سنگھ، قاری محمد طیب صاحب دیوبند، مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ۔ مندرجہ بالا دستخط شدہ فیصلہ کے دو اقتباس پیش خدمت ہیں۔ پوری تفصیل آپ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۶ رجون ۱۹۶۲ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت قاری صاحب نے تحریر فرمایا: "برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کا مسئلہ مشہور و معروف ہے اور جمہور علماء کرام کا اجماعی مسئلہ ہے۔ علماء دیوبند حسب عقیدہ اہلسنت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کے اس تفصیل کے قائل ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام، وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے اجسام کے ساتھ ان کی ارواح مبارکہ کا تعلق ویسا ہی قائم ہے جیسا کہ دنیوی زندگی میں قائم تھا۔ وہ عبادت میں مشغول ہوتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام بھی سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ علماء دیوبند نے کتاب وسنت سے وراثتاً پایا ہے اور اس بارے میں سوچنے کا طرز بھی متوارث ہی رہا ہے۔ حتی کہ جب بریلوی حلقوں نے یہ الزام لگایا اور علماء حرمین شریفین نے جواب مانگا تو اوپر والا فتویٰ مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ نے جواب میں لکھ کر بھیجا۔ جس پر سب علماء نے دستخط کئے۔ جو پہلے درج کیا ہے۔"

دوسرا اقتباس یہ ہے جس پر سب علماء نے دستخط فرمائے۔ تحریر یہ تھی: "وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں یہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے آپ ﷺ روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔" (حوالہ بالا)

ایک مضمون جو دارالعلوم میں طبع ہوا، تحریر فرماتے ہیں: حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور تمام اکابر دیوبند کا مسلک اس بارے میں صاف رہا ہے وہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ عالم برزخ میں حیات جسمانی دنیوی کے ساتھ زندہ ہیں اور یہ ناکارہ خادم اکابر رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی اکابر محدثین کے مسلک کا پابند ہے اور من وعن متبع ہے۔ والسلام!

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ۱۹۶۱ء)

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر فرماتے ہیں کہ جب ان سے سوال کیا گیا "تمام انبیاء کرام کی حیات پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے جیسا کہ متواتر حدیث سے ثابت ہے۔" (الفتویٰ الکبریٰ)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں: "ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر شریف میں حیات ہیں آپ ﷺ کو رزق ملتا ہے۔ آپ ﷺ کے وجود اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے وجود کو مٹی نہیں کھاتی اور اس پر اجماع امت ہے۔" (القول البدیع ص ۱۶۷)

"قبر شریف میں حضور انور ﷺ اور دیگر پیغمبر علیہم السلام کی زندگی علم قطعی سے معلوم ہے۔" (زرقانی ج ۵ ص ۳۳۴)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

"قابل اعتماد اور معتمد علیہ عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں، جیسے دوسرے انبیاء کرام بھی زندہ ہیں۔" (نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۳۹)

مولانا عبدالحلیم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

"فرماتے ہیں حیات انبیاء کرام کا عقیدہ اجماعی ہے جمہور علماء کرام کا عقیدہ ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام (اپنی قبر میں) زندہ ہیں کسی ایک کو بھی اس میں اختلاف نہیں۔"

(انوار المحمود شرح ابوداؤد ج ۱ ص ۶۱۰)

حضرات اصحاب رضی اللہ عنہم کا عقیدہ بھی یہی تھا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس آواز اونچی کرنا جائز نہیں، نہ زندگی میں نہ بعد وفات۔ (وفاء الوفا ج ۲ ص ۵۵۹)

مسجد نبوی ﷺ کے قرب وجوار میں جب کوئی دیوار میں کیل ٹھونکتا تو سیدہ طاہرہ صدیقہ ام المومنین پیغام بھیجتی کہ (اس ٹھک ٹھک) سے حضور اکرم ﷺ کو ایذا نہ دو۔ (حوالہ بالا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اونچا آواز کرنے سے روکتے تھے۔ (حوالہ بالا) حضرت مولانا محمد ادریس رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: "اہل سنت والجماعت کے تمام سلف سے خلف تک کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور مشغول عبادت ہیں۔" (رسالہ حیات نبوی ص ۲۲)

حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

تحریر فرماتے ہیں کہ: ''نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ نبی کریم ﷺ سطح پر زمین پر ہوں یا زمین کے پردوں کے نیچے ہوں۔ جیسا اس دنیوی زندگی میں حضور اکرم ﷺ کے گھر میں موجود ہونے اور سفر پر گھر سے باہر ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔''

(بذل المجہود شرح ابوداؤد ص ۱۷تا۱)

شیخ الاسلام علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر فرماتے ہیں کہ'' ہمارے علماء کرام اہلسنت کا فیصلہ ہے کہ شروع سے آخر تک لوگوں کا (کہ ہماری طرح) حضور اکرم ﷺ کا جنازہ نہ پڑھنے اور اس کے عدم مشروعیت کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور زندہ کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا۔'' (فتح الملہم ج ۱ ص ۴۹۸)

اگر آپ زیادہ تفصیل دیکھنا چاہتے ہیں تو مولانا اللہ یار خان صاحب کی کتاب حیات انبیاء اور حیات النبی ﷺ کا مطالعہ فرمائیں۔

حیات انبیاء علیہم السلام کا ثبوت نبی کریم ﷺ کی زبانی

نبی کریم ﷺ نے فرمایا'' جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجا کرو، تمہارا مجھ تک پہنچتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ حضور انور ﷺ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد بھی (درود بھیجیں) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ جل شانہ نے یہ بات زمین پر حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بدنوں کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔'' (ابوداؤد، بذل المجہود ص ۱۶۰، فضائل درود ص ۴۱)

محدث طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جو شخص میری ذات پر درود بھیجتا ہے وہ مجھے پہنچتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کی وفات شریفہ کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں بعد وفات بھی۔ کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دی ہے کہ انبیاء کرام ﷺ کے بدنوں کو کھائے۔ (عون المعبود شرح ابوداؤد ج ۱ ص ۴۰۵)

صاحب روح المعانی

تحریر فرماتے ہیں'' انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر کی زندگی پر دنیوی زندگی کے سارے تو نہیں مگر بعض احکام مرتب ہوتے ہیں۔ جیسے آذان واقامت، سلام کا جواب دینا، نماز پڑھنا وغیرہ (مگر کھانا پینا، بول و براز وغیرہ مرتب نہیں ہوتے) اور ان کی آذان نماز وغیرہ کو ہر آدمی محسوس نہیں کر سکتا۔ بالفرض اگر کسی نبی کی قبر کھودی جائے تو ان کے

جسم بوسیدہ نہیں ہوں گے۔ اکثر اوقات اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں پر حالت منکشف فرمادیتے ہیں۔ یہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ ان کو نماز پڑھتا دیکھ لیتے ہیں، سلام کا جواب سن لیتے ہیں۔ یہ احادیث صحیح سند سے بیان ہوتی ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔'' (روح المعانی ص ۲۲ تا ۲۸)

سلام کا جواب ملنا

جہاں تک مجھے یاد رہے یہ بزرگ ہیں جن کو سلام کا جواب ملا اور سنا گیا۔

''۵۵۵ھ میں امام احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ یمن سے حاضر ہوئے اور والہانہ انداز میں سلام عرض کیا اور مصافحہ کے لئے دست مبارک نکالنے کی فرمائش کی تو اونچی آواز سے سلام کا جواب ملا۔ سب نے سنا اور قبر مبارک شق ہوئی، دست مبارک سورج سے زیادہ روشن باہر نکلا۔ انہوں نے چوما۔ اس وقت مسجد نبوی میں نوے ہزار کا مجمع تھا۔ جس میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔'' (الحاوی سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، بنیان المشید ص ۸، فضائل حج ص ۱۳۸)

اسی طرح حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوا قبر اطہر پر سلام عرض کیا تو حجرہ مبارک کے اندر سے آواز آئی۔ وعلیک السلام (اور ہم نے سب نے سنی) (فضائل درود شریف)

اسی طرح حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ العزیز مدینہ عالیہ کی حاضری پر آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو آواز آئی میرے بیٹے وعلیکم السلام سب لوگوں نے سنا خوب چرچہ ہوا۔ (سلاسل طیبہ ص ۷۷)

آپ ﷺ کا قبر میں نماز پڑھنا

حرہ کی مشہور لڑائی ۶۳ھ میں جب یزید کے لشکروں نے مدینہ شریف پر چڑھائی کی تو لوگ جنگ کے خطرے سے گھروں میں چھپ گئے۔ مدینہ میں خوف وہراس پھیل گیا۔ مسجد نبوی میں فوجیوں کے گھوڑے کودتے پھرتے تھے۔ اس جنگ میں سترہ سو اونچے درجے کے صحابی رضی اللہ عنہ مہاجر وانصار شہید ہوئے۔ دس ہزار سے زیادہ اور مسلمان شہید ہوئے۔ ان دنوں حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ تن تنہا مسجد نبوی میں پڑے رہے۔ یہ بڑے درجے کے بزرگ ہیں۔ پچاس برس تک ان کی کوئی نماز باجماعت فوت نہیں ہوئی۔ ۴۰ سال تک آپ اذان سے پہلے مسجد میں ہوتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ہر نماز کے وقت جناب رسول پاک ﷺ کے روضہ اطہر سے اذان اور اقامت سن کر اپنی نماز ادا کرتا تھا۔ (فضائل حج ص ۱۴۰)

حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جسد مبارک کا صحیح سالم رہنا

<u>پہلا واقعہ</u>: حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف انبیاء کرام کے جسم سالم رکھے ہیں لیکن جو آدمی ذکر اللہ کے ساتھ بہت زیادہ پیروی کرے (جسے اتباع سنت کہا جاتا ہے) تو اسے بھی انبیاء کرام کے طفیل یہ کرامت مل جاتی ہے۔ جیسے احد کے شہداء کرام کے جسم صحیح سالم نکلے۔ بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میرے والد رضی اللہ عنہ ایک دوسرے بزرگ کے ساتھ دفن تھے۔ میرا ارادہ ہوا کہ ان کو الگ دفن کروں، چھ ماہ بعد جو قبر کھولی تو آپ اسی طرح سلامت تھے، صرف چند بال جوان کی داڑھی میں تھے زمین سے متصل ہونے کی وجہ سے متاثر ہوئے تھے۔ ایک روایت میں صرف کچھ ایک کان کا حصہ آیا ہے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸۰)

<u>دوسرا واقعہ</u>: یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کھدوائی۔ مدینہ والوں کے لئے کچھ حضرات شہداء احد والوں کو وہاں سے ہٹایا گیا تو ان کے ہاتھ، پاؤں، بدن بالکل نرم تھے اور مڑ جاتے تھے۔ یہ واقعہ ان کے چالیس سال بعد کا ہے، ایک پھاؤڑا ذرا سا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک پر لگا تو وہاں سے خون بہنے لگا۔

(شرح موطا اوجز المسالک ص ۱۱۰، بیہقی بحوالہ ابن سعد رضی اللہ عنہ اور ابونعیم)

<u>تیسرا واقعہ</u>: موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبریں پانی کے سیل یعنی رو سے کھل گئیں۔ دیکھا کہ وہ اس طرح تھے جیسے کل ہی دفن کئے گئے ہوں۔ ان میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے تو انہوں نے زخم پر ہاتھ رکھ لیا تھا اسی طرح تھا دفن کئے گئے۔ اب ۴۶ سال بعد جب قبر کھلی تو ہاتھ اسی طرح جب الگ کیا گیا تو تازہ خون بہنے لگا اور ہاتھ خود بخود اسی جگہ پر چلا گیا۔ (موطا امام مالک ۱۷۷، شرح موطا ص ۱۰۹)

<u>چوتھا واقعہ</u>: حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ایسا ہے کہ دجلہ کے کنارے مدفون ہیں اور دریا زمین کو کاٹتا ہوا ان مبارک مزارات کے قریب جڑوں تک پہنچ گیا اور خیال ہوا کہ چند دنوں بعد دریا برد نہ ہو جائے۔ اس واسطے حکومت عراق نے یہ سوچا کہ یہاں سے نکال کر حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے احاطہ میں دفن کر دیئے جائیں۔ اس واقعہ کے عینی گواہ سید لطافت حسین صاحب ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ "مجھے یہ خبر ذرا دیر سے ملی۔ میں بھی ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنازے میں شرکت کے لئے حاضر ہوا۔ الحمد للہ ان مبارک حضرات کے جنازہ پڑھنے اور کندھا دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس وقت آٹھ دس ہزار کا مجمع تھا۔"

یہ واقعہ صدق رسالہ جو لکھنو کا مشہور رسالہ ہے میں چھپا ہے یہ واقعہ ۱۹۴۴ء ۱۱ر دسمبر کا ہے۔ دیکھا کہ وہ دونوں بزرگ بالکل صحیح سالم ہیں۔ (خدام الدین لاہور جہاد نمبر ص ۷، ۱۹ر نومبر ۱۹۶۵ء)

یہی واقعہ مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ تعلیم القرآن بابت ماہ اگست ۱۹۶۴ء میں بڑی تفصیل سے شائع کیا ہے اور یہ واقعہ اب (حیات الانبیاء ص ۲۲) سے نقل کیا ہے۔

تاریخ طباعت پہلی مرتبہ ۱۴۰۱ھ دوسری مرتبہ ۱۴۰۳ھ

اب آخر میں اللہ کریم سے دعا ہے کہ اس حقیر کی یہ معمولی کوشش قبول فرمائے اور ہم سب کو سچی محبت اطاعت اور اتباع رسول اکرم ﷺ سے نوازے اور ہم کو ہر قسم کی بدعات سے محفوظ رکھے۔ آمین!

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

تسکین الاتقیاء
فی
حیاۃ الانبیاء علیہم السلام

مرتب:

حضرت مولانا محمد مکی صاحب یاکیوالی